سورۃ الاحزاب

Chapter 33

Al-Ahzab (The Battle)
Unanimity of enemies against Muhammad PBUH

آیات 73

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَ لَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۙ﴿۱﴾

1-اے نبی! تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کیے رکھو (اور مفاہمت کے خیال سے) کافروں کی یعنی ان لوگوں کی بات نہ ماننا جو ان احکام وقوانین کی صداقتوں سے انکار کرتے ہیں یا جو زبان سے تو اقرار کرتے ہیں مگر دل سے انہیں صحیح نہیں مانتے۔ اور اس میں کسی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ کو ہر بات کا مکمل علم ہے اور وہ درست و نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے۔

وَّ اتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ۙ﴿۲﴾

2-چنانچہ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری جانب وحی کیا جاتا ہے اس کی پیروی کرتے جاؤ۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ ہر اس عمل کی خبر رکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔

وَّ تَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ﴿۳﴾

3-اور تم اللہ پر پورا پورا بھروسہ رکھو کیونکہ کارسازی کے لئے اللہ ہی کافی ہے (اور اللہ کے مقابلے میں کافر اور منافق تمہارے کام نہیں آسکتے)۔

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَیۡنِ فِیۡ جَوۡفِہٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزۡوَاجَکُمُ الّٰٓیِٴۡ تُظٰہِرُوۡنَ مِنۡہُنَّ اُمَّہٰتِکُمۡ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدۡعِیَآءَکُمۡ اَبۡنَآءَکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ قَوۡلُکُمۡ بِاَفۡوَاہِکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَقُوۡلُ الۡحَقَّ وَ ہُوَ یَہۡدِی السَّبِیۡلَ ﴿۴﴾

4-(اور یاد رکھو کہ) اللہ نے کسی آدمی کے لئے اس کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے (کہ ایک دل کافروں اور منافقوں کی باتوں کو سچ تسلیم کرتا ہو اور دوسرا دل اللہ کی باتوں کی صداقتوں کو تسلیم کرتا ہو۔ بہر حال، اے اہل ایمان! اب تمہیں تمہاری اپنی زندگی کے بعض معاملات کے بارے میں یہ آگاہی دی جاتی ہے کہ) تمہاری ان بیویوں کو جنہیں تم ماں کہہ بیٹھتے ہو وہ تمہاری مائیں نہیں بن جاتیں (کہ تمہارا نکاح ختم ہو کر رہ جائے، ایسا نہیں ہے)۔ اسی طرح تمہارے منہ بولے بیٹے تمہارے سچ مچ کے بیٹے نہیں بن جاتے۔ ایسی باتیں تو صرف منہ سے کہنے کی حد تک ہوتی ہیں (ان کا حقیقت سے کوئی

واسطہ نہیں) اس لئے اللہ نے حقیقت پر مبنی یہ اصول تمہیں دے دیا ہے۔ اور اس نے تمہاری رہنمائی اس راستے کی طرف کردی ہے جو درست و روشن ہے۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵

5- (اور جو تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں، تو بہتر یہی ہے کہ) انہیں، ان کے باپ کی طرف منسوب کر کے بلاؤ (یعنی ابنِ فلاں) کیونکہ اللہ کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے۔ لیکن اگر تمہیں ان کے باپوں کے بارے میں علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔ (اگر تم اس سے پہلے انہیں بیٹا کہتے رہے ہو) تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے جس بات کو کہ تم بھول چوک سے کہتے ہو لیکن وہ بات جو تم اپنے دل کے ارادے سے کرو تو اس کا گناہ ہے۔ اور اللہ خطاؤں کے بُرے اثرات دُور کر کے اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنور نے والوں کی بتدریج مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

6- (یہ تو تھے کچھ اصول تمہارے بعض معاملات کے بارے میں۔ لیکن کچھ معاملات ایسے ہیں جن کا تعلق رسولؐ سے ہے۔ لہٰذا ان کے لئے آگاہی یہ ہے کہ) اہلِ ایمان کا جتنا خود اپنے آپ پر حق ہے، نبی کا ان پر، ان سے بھی زیادہ حق ہے۔ اور نبی کی بیویاں، اہلِ ایمان کے لئے ان کی ماؤں کی حیثیت میں ہیں۔ (البتہ عام مسلمانوں کے درمیان آپس میں تعلقات اس اصول پر قائم ہوں گے کہ) اللہ کے ضابطۂ قوانین کی رُو سے عام مومنین و مہاجرین کی بہ نسبت رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ لیکن اگر تم اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ معاملہ کرنا چاہو تو اللہ کے احکام کے مطابق کر سکتے ہو (معروفاً)۔ (بہر حال، ایسے معاملات کے بارے میں) احکام اللہ کی کتاب میں درج کر دیے گئے ہیں۔

(**نوٹ**: عام مسلمانوں کے یہ معاملات وراثت اور وصیت کے بارے میں بھی ہیں جو کہ 2/180,182، 4/7-12 میں دیے گئے ہیں)۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ۙ

7- بہر حال (یہ اہلِ ایمان کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ وہ وحی کے احکام و قوانین صاف طور پر لوگوں سے بیان کر دیا کریں اور اس میں کچھ نہ چھپائیں، 3/187۔ یاد رکھو کہ) جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا تھا اور تم سے بھی (اے

رسولؐ! عہد لیا ہے، 33/45) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابنِ مریم سے بھی ہم پختہ عہد لے چکے ہیں (کہ دین کو قائم کرنا اور نازل کردہ احکام وقوانین کی تعلیم وآگاہی انسانوں میں عام کردینا)۔

لِّیَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِیۡنَ عَنۡ صِدۡقِہِمۡ ۚ وَ اَعَدَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۸﴾ ع 1 8 17

8- لہٰذا (اللہ صرف عہد پر بات ختم نہیں کرے گا بلکہ اس عہد کے بارے میں) سچ پر قائم رہنے والوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ وہ کہاں تک اللہ سے کیے گئے عہد پر قائم رہے اور کون کون ان کا عہد پورا کرنے میں اللہ کے احکام وقوانین کی پیروی کرتے رہے)۔ اور پھر جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہوگا تو ان کے لئے عذاب الیم تیار کیا گیا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَآءَتۡکُمۡ جُنُوۡدٌ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ رِیۡحًا وَّ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡہَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرًا ۚ﴿۹﴾

9- (مگر) اے اہلِ ایمان یعنی اے وہ لوگوں جو نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے ہو تو (اس راہ میں بعض اوقات جہاد بھی کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ تمہارے ساتھ ہوا اور تمہیں بہت سی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ اس سلسلہ میں غزوۂ احزاب کے حالات سامنے رکھو، اور) یاد کرو جب (مخالفین) کے بہت سے لشکروں نے تمہارے اوپر چڑھائی کر دی تھی مگر اللہ نے تمہارے اوپر اپنی نوازش کر دی اور ہم نے یعنی اللہ نے ان پر آندھی کا طوفان بھیج دیا اور (تمہاری مدد کے لئے ایسے) لشکر بھیج دیے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے۔ لیکن (یاد رکھو) اللہ وہ سب کچھ دیکھنے والا ہے جو جو تم کرتے رہتے ہو (اس لئے مت سمجھو کہ اللہ سے چھپا کر اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے)۔

اِذۡ جَآءُوۡکُمۡ مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ وَ مِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡکُمۡ وَ اِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ وَ بَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوۡنَا ﴿۱۰﴾

10- (اور کیا تم نے غور وفکر کیا کہ اس وقت غزوۂ احزاب میں تم پر یعنی اہلِ ایمان پر کس قدر سختی کا وقت تھا) کہ جب وہ تم پر اوپر سے اور نیچے سے چڑھ دوڑے تھے (یعنی دشمن کے لشکر چاروں طرف سے امڈ کر آگئے تھے اور خوف کے مارے) تمہاری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا (اور دہشت کے مارے تمہارے دل یوں دھڑک رہے تھے جیسے) تمہارے دل حلق تک آ پہنچیں گے۔ اور جو تم (میں کمزور ایمان والے تھے) وہ اللہ کے بارے میں گمانوں پر گمان کرتے جا رہے تھے (کہ اس کی مدد پہنچے گی یا نہیں اور اس کا وعدہ سچ ثابت ہوگا یا نہیں)۔

ہُنَالِکَ ابۡتُلِیَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ زُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِیۡدًا ﴿۱۱﴾

11-(حقیقت یہ ہے کہ یہ تھا وہ مقام) جہاں اہلِ ایمان کو بڑی شدت کے ساتھ جھنجھوڑا گیا، ہلایا گیا اور آزمایا گیا (تا کہ جو سچے اور ڈٹ جانے والے مومن تھے وہ نکھر کر سامنے آجائیں اور جو منافق تھے وہ بھی کھل کر سامنے آجائیں)۔

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

12-چنانچہ جو لوگ منافق تھے اور جن کے دلوں میں روگ تھا وہ کہنے لگ گئے! کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کیے تھے وہ صرف اور صرف فریب و دھوکا تھے۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

13-اور ان میں سے ایک گروہ تو یہاں تک کہنے لگ گیا کہ، اے یثرب والو! اب یہاں تمہارے لئے کوئی مقام نہیں ہے (جہاں تمہارے پاؤں ٹک سکیں کیونکہ تم دشمن کے حملے کی تاب لا ہی نہیں سکتے) اس لئے تم واپس چلے جاؤ۔ اور ان میں سے ایک گروہ نے تو نبی سے واپس جانے کی اجازت تک بھی مانگ لی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے (اور وہ اس بہانہ سازی کے ذریعے اس جنگ) سے صرف فرار کا ارادہ رکھتے تھے۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿۱۴﴾

14-اور (ان بہانہ سازوں کی حالت یہ ہے) کہ اگر (یثرب) کے چاروں اطراف سے (دشمن) داخل ہو جاتا اور ان پر چڑھ دوڑتا اور پھر وہ ان سے یہ چاہتا کہ (یہ مسلمانوں کے خلاف) فتنہ برپا (کرنے کے لئے باہر نکلیں تو یہ اس قسم کا کوئی عذر نہیں کرتے) اور اپنے گھروں سے یہ صرف تھوڑی ہی دیر میں (باہر نکل آتے اور اُن کے ساتھ فتنہ میں شامل ہو جاتے)۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾

15-حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے (لڑائی) میں آنے سے پہلے اللہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ (میدانِ جنگ) سے پشت دکھا کر نہیں بھاگیں گے۔ (بہر حال، اب یہ بھی یاد رکھیں کہ) اللہ سے جو وعدہ (انہوں نے) کیا تھا (اس کے بارے) میں پوچھا جائے گا (کہ کیوں انہوں نے وہ وعدہ توڑ دیا)۔

قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۶﴾

16-(چنانچہ ہم نے اپنے رسولؐ سے کہہ دیا تھا) کہ ان پر یہ حقیقت واضح کر دیں (قل) (کہ میدانِ جنگ سے اس

طرح) بھاگ جانا، تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ کیونکہ اگر تم موت یا قتل (کے ڈر سے میدانِ جنگ سے) بھاگتے ہو تو تم اس طرح بہت تھوڑے وقت کے لئے سامانِ زندگی سے فائدہ اٹھا سکو گے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿17﴾

17-(اور انہیں یہ بھی) آگاہی دے دو کہ اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو تمہیں کون اس سے بچا سکتا ہے یا اگر وہ تمہیں خوشگواریاں عطا کرنا چاہے (تو وہ تم سے کون چھین سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوائے اللہ کے) انہیں اپنے لئے کوئی ولی اور مددگار نہیں مل سکتا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿18﴾

18-(اور ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کو تنبیہہ کر دو کہ) اللہ تم میں سے ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے (جو دوسروں کو میدانِ جنگ میں) جانے سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ تم ہماری طرف آ کر (آرام وچین سے رہو اور کیوں اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالتے ہو۔ اس طرح یہ لوگ دوسروں کو بھی روکتے ہیں) اور خود بھی میدانِ جنگ میں شاذ و نادر ہی آتے ہیں۔

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ښ فَاِذَا جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَي الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿19﴾

19-(غرضیکہ) یہ تمہارے معاملہ میں بڑی ہی تنگ دلی اور خود غرضی کا ثبوت دیتے ہیں۔ (اور جب کبھی یہ چاروناچار میدانِ جنگ میں آتے بھی ہیں) تو تم نے دیکھا ہوگا کہ وہ تمہاری طرف (بار بار) تکتے ہیں اور ان کی آنکھیں (دہشت اور حیرت سے) اس شخص کی طرح گردش کرتی ہیں جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ لیکن جب (دشمنوں کا) خوف جاتا رہتا ہے (اور تمہیں فتح حاصل ہو جاتی ہے تو پھر یہ سب آگے ہوتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر اپنے کارنامے بیان کرتے ہیں)۔ پھر ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے۔ (اور اپنے کارنامے میں) تمہارے خلاف طعن آمیز باتیں کرتے ہیں (کہ یہ تو میدان چھوڑ کر بھاگ ہی چلے تھے۔ ہم نے دشمنوں کو پسپا کیا۔ یہ سب اس لئے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت) یہ مال پر زیادہ بخیلی کر سکیں (یعنی یہ زیادہ سے زیادہ مالِ غنیمت حاصل کر کے سنبھال لیں اور اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیں۔ بہرحال، حقیقت یہ ہے کہ) ان لوگوں نے نازل کردہ احکام و قوانین کی صداقتوں کو تسلیم ہی نہیں کیا، اسی لیے اللہ نے

ان کے سارے اعمال ہی ضائع کر دیے۔ کیونکہ اللہ کے لئے ایسا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔

یَحۡسَبُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ لَمۡ یَذۡهَبُوۡا ۚ وَ اِنۡ یَّاۡتِ الۡاَحۡزَابُ یَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّهُمۡ بَادُوۡنَ فِی الۡاَعۡرَابِ یَسۡاَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِكُمۡ ؕ وَ لَوۡ كَانُوۡا فِیۡكُمۡ مَّا قٰتَلُوۡۤا اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۲۰﴾ ع 2/12/18

20-(یہ باتیں تو اتنی بڑھ چڑھ کر کر رہے ہیں، لیکن خوف کے مارے ان کی حالت یہ ہے کہ اگرچہ دشمن کے لشکر شکست کھا کر بھاگ چکے ہیں) لیکن ان لوگوں کا ابھی تک گمان ہی ہے کہ وہ گئے نہیں (اور یہیں کہیں چھپے بیٹھے حملے کی تیاری کر رہے ہیں)۔ بہر حال، اگر وہ لشکر (پھر حملہ) کر دیں (تو یہ منافقین سر پکڑ کر بیٹھ جائیں گے) اور آرزو کرنے لگ جائیں گے کہ کاش! یہ بھی صحرا کے بدوؤں کی طرح کہیں دُور دراز مقام پر ہوتے (اور وہیں سے بیٹھے) تمہارے متعلق خبریں حاصل کیا کرتے (کہ تمہیں فتح ہوئی یا شکست اور ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر یہ تمہارے درمیان بھی ہوتے تو بھی ان میں سے سوائے چند کے کوئی جنگ میں شریک نہ ہوتا۔

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ یَرۡجُوا اللّٰهَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیۡرًا ﴿ؕ۲۱﴾

21-(رہنمائی حاصل کرنے کے لئے یہ ہے جنگِ احزاب کا ایک نمونہ جس میں باہر سے طاقتور دشمن اور اندر سے منافقین کی چالیں اور بہانہ سازیاں یعنی ان گنت مصیبتیں اور مشکلات۔ مگر رسولؐ روشنی کا مینار بن کے ثابت قدم رہا) لہٰذا، اللہ کے رسول (کی زندگی کے طریقوں سلیقوں) میں تمہارے لئے حسین وجمیل نمونہ ہے (جس کی رہنمائی میں تم اپنی زندگی کو حسین بنا سکتے ہو مگر رہنمائی حاصل کرنے کے لئے یہ نمونہ) اس شخص کے لئے ہے جسے امید ہے (کہ اس کی ملاقات اللہ سے ہوگی) اور روزِ آخرت میں (اعمال کی جوابدہی ہوگی) اور وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے احکام وقوانین کی آگاہی حاصل کرتا اور آگاہی دیتا ہے (ذکر)۔

وَ لَمَّا رَاَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ ۙ قَالُوۡا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمۡ اِلَّاۤ اِیۡمَانًا وَّ تَسۡلِیۡمًا ﴿ؕ۲۲﴾

22-چنانچہ (منافقین کے برعکس، یہ ہے یقین اور بھروسے کا وہ مقام) کہ ان لوگوں نے جنہوں نے نازل کردہ احکام و قوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی تھی، جب (دشمنوں) کے لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے! کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا (اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اور اب ہر شخص دیکھ لے گا کہ حرفاً حرفاً) اللہ اور اُس کے رسول نے جو کہا تھا وہ سچ ثابت ہو جائے گا (یعنی وہی لشکر جن سے منافقین پر موت کی غشی طاری ہو رہی تھی، وہی اہلِ ایمان کے لئے) ایمان کے استحکام کا موجب بن گئے اور ان کے (جذبۂ) اطاعت

شعاری میں مزید اضافہ ہوگیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

23-یہ ہیں وہ اہلِ ایمان جو ایسے مردِ (میدان) ہیں کہ وہ اپنے اس وعدے کو سچ کر دکھاتے ہیں جو انہوں نے اپنے اللہ کے ساتھ کیا ہوتا ہے، 9/111۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن پر جو واجب تھا وہ انہوں نے پورا کر دیا (یعنی اپنی جان دے کر وعدہ وفا کر چکے ہیں) اور باقی اس انتظار میں ہیں (کہ کب حکم ہو اور وہ جان نثاری کے لئے میدان میں پہنچیں۔ یہ وہ تمام مخلص بندے ہیں جنہوں نے اپنے عہد و پیمان میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ﴿۲۴﴾

24-(یہ سب کچھ اس لئے ہوا جیسا کہ 33/8 میں کہا گیا ہے) تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا صلہ دے اور منافقوں کے لئے مناسب سمجھے تو عذاب دے دے یا ان کی توبہ قبول کر لے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ خطاؤں کے بُرے اثرات دُور کر کے حفاظت میں لے لینے والا بھی ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا بھی ہے (غفوراً رحیماً)۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ﴿۲۵﴾

25-چنانچہ اس طرح اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا (اُن کو اہلِ ایمان کے ذریعے شکست دے دی) اور وہ اپنے غیض و غضب کے لیے واپس چلے گئے اور وہ کوئی خوشگواری و سرفرازی حاصل نہ کر سکے (خیراً)۔ اس لئے کہ جنگ (کے معاملہ میں بھی) اللہ ہی اہلِ ایمان کے لئے کافی ہے۔ (کیونکہ اہلِ ایمان صرف اللہ ہی سے مدد مانگتے اور اسی کے احکام و قوانین کے مطابق جنگ میں سینہ سپر رہتے ہیں)۔ اور اللہ ہی لامحدود توانائیوں اور قوتوں کا مالک ہے اس لئے ہمیشہ وہی غالب رہنے والا ہے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ﴿۲۶﴾

26-اور اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے (حملہ آوروں کی) مدد کی تھی، انہیں ان کے محکم قلعوں سے اتار (باہر) کیا گیا اور ان کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دیا گیا۔ چنانچہ تم نے ان میں سے بعض کو (جو تمہارے مقابلہ میں میدانِ جنگ

میں آ گئے تھے) قتل کر دیا اور ایک گروہ کو قید کر لیا۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ ع 3 7 19

27-اس طرح اللہ نے تمہیں ان کی زمینوں کا، ان کے گھر بار کا اور ان کے مال و اسباب کا اور اس زمین کا جہاں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا، مالک بنا دیا کیونکہ اللہ نے ہر شے پر مناسبت کے پیمانے مقرر کر کے ان پر اپنا اختیار قائم کر رکھا ہے (اور ایسا صرف اللہ ہی کر سکتا ہے)۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾

28-(لیکن جنگ اور فتوحات تو نازل کردہ نظامِ حیات کے مخالفین کی مخالفت دُور کرنے کا ذریعہ ہیں، منزل نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ افراد کو صحیح آگاہی حاصل ہو اور عدل قائم ہو سکے۔ اس سلسلے میں عورتوں کی ذمہ داریاں مردوں سے کم نہیں چنانچہ اس تربیت کا آغاز، خود رسولؐ کے اپنے گھر سے ہونا چاہیے، جسے اس سلسلے میں دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے) اے نبی! اپنی بیویوں پر اس حقیقت کو واضح کر دو کہ (اگر تمہیں میری رفاقت میں رہنا ہے تو تمہاری زندگی کا مقصد اس نازل کردہ مقصد کی تکمیل ہوگا جس کے لئے میری جدوجہد جاری ہے۔ لیکن) اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینتیں چاہتی ہو (تو رفاقت کے لئے ہم آہنگی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے) آؤ میں تمہیں ضروری سامان دے کر نہایت عمدگی سے رخصت کر دیتا ہوں (کیونکہ فتح و غلبہ اور زمین حاصل ہو جانے کا یہ مطلب نہیں کہ تم ٹھاٹھ اور زینتوں بھری زندگی گزارو بلکہ میرے ساتھ غریبوں جیسی زندگی بسر کرنی ہوگی)۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

29-اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو (یعنی اگر تم اس جدوجہد میں شریک ہونا چاہتی ہو جو اللہ کا رسولؐ نازل کردہ احکام و قوانین کو عملی شکل دینے کے لئے کر رہا ہے) اور آخرت میں ایسا مقام چاہتی ہو (جو خوشگواریوں اور سرفرازیوں سے بھرا ہوا ہو) تو یقین رکھو کہ اللہ نے تم میں سے ان کے لئے عظیم صلے رکھے ہوئے ہیں جو زندگی میں حسن و توازن قائم کرنے کی جدوجہد میں شریک رہیں گی۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

30-اور اے نبی کی بیویوں! (رسولؐ کے ہاں رہنے کی صورت میں یہ بھی سوچ لو کہ چونکہ تمہاری زندگی کو دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے، اس لئے تمہیں بہت ہی محتاط رہنا ہوگا۔ مثلاً یہ کہ) تم میں سے اگر کسی سے کوئی واضح نازیبا حرکت سرزد

ہوگئی تو اسے اس کی دگنی سزا ملے گی کیونکہ اللہ کے لئے ایسا کرنا بالکل مشکل نہیں ہوگا۔

وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ ۙ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾

31-اور (اسی طرح) تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی پوری پوری فرماں برداری کرے اور سنور نے سنوارنے کی تگ ودو جاری رکھے تو اسے اس کا صلہ بھی دوہرا ملے گا اور ہم اسے عزت وتوقیر کے ساتھ زندگی کی نشوونما کا سامان عطا کریں گے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۚ﴿۳۲﴾

32-(اور یہ اس لئے ہے کہ) اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو (جن کے اعمال کا اثر ان کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے اور دوسرے ان سے متاثر نہیں ہوتے۔ تمہاری زندگی کا اثر تو ساری انسانیت پر پڑے گا۔ لہٰذا، تمہیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ مثلاً) اگر تم بُرے نتائج سے بچنا چاہتی ہو (اور تمہیں کسی غیر محرم سے بات کرنی ہو) تو اپنی گفتگو میں ایسی نرمی اور لوچ نہ پیدا ہونے دو کہ اس سے ایسا شخص کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ لالچ پر اتر آئے (یعنی ایسا شخص جو بُرے خیالات لئے ہوئے ہو اس کے دل میں غلط آرزوئیں پیدا ہو جائیں)۔ لہٰذا، اس سے قاعدے کے مطابق باوقار انداز سے بات کرو۔

وَقَرۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَـرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۚ﴿۳۳﴾

33-اور اپنے گھروں میں سکون وچین سے رہو اور (قرآن سے پہلے) گزرے ہوئے زمانۂ جاہلیت (میں جس طرح حکمرانوں کی عورتیں کرتی تھیں، ویسے) تم اپنی شان نمایاں نہ کرتی پھرو (یہ دکھانے کے لئے کہ تمہارے مقابلے میں دوسرے کوئی حیثیت نہیں رکھتے)۔ اور نظامِ صلوٰۃ اور زکوٰۃ دینے کے نظام کو قائم کرنے (کی جدوجہد میں شامل رہو)۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو (یعنی رسولؐ جن نازل کردہ احکام وقوانین کو عملی شکل دینے کی تگ ودو کر رہا ہے تم بھی رسولؐ کی پیروی میں فرماں برداری کرتی رہو۔ ان ساری ہدایات سے) اللہ خاص کر یہ چاہتا ہے کہ رسول کے گھرانے کے افراد سے (ظاہری وباطنی، قلب ونظر سے) رجس دُور کر دیا جائے یعنی تعصب، اضطرابات، شکوک، ہٹ دھری، تنگ نگاہی یعنی وہ عوامل جو انسانی صلاحیتوں میں رکاوٹ بنتے ہیں انہیں دُور کر دیا جائے اور انہیں پاک وصاف کر کے نکھار دیا جائے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ ع 4/7/1

34-اور (اے اہلِ ایمان! ایسی تربیت اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے کہ جو) اللہ کی آیات ہیں یعنی اللہ کی سچائیوں و احکام وقوانین اور وہ دانش جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والی ہے کے بارے میں تمہارے گھروں میں بیان کیا جاتا رہتا ہے تو تم اسے اپنے پیشِ نظر بھی رکھا کرو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ تم جو بھی باریک سے باریک حرکت کرتے ہو تو اللہ کو اس کی پوری پوری خبر ہوتی ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

35-(یہ تعلیم وآگاہی وتربیت، مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے۔ چنانچہ) یہ حقیقت ہے کہ: وہ مرد اور وہ عورتیں جنہوں نے نازل کردہ احکام وقوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرلیا ہے، اور وہ مرد اور وہ عورتیں جنہوں نے ان کی صداقتوں کو تسلیم کر کے اطمینان وامن وبے خوفی کی راہ اختیار کر لی ہے، اور وہ مرد اور وہ عورتیں جو اپنی صلاحیتوں کی نشو ونما کر کے انہیں صرف وہاں صَرف کرتے ہیں جہاں اللہ کے احکام کا تقاضا ہوتا ہے اور وہ مرد اور وہ عورتیں جو سچائیوں پر قائم رہنے والے ہیں، اور وہ مرد اور وہ عورتیں جنہیں ان احکام وقوانین کو اختیار کرنے اور عمل کرنے کے سلسلے میں مشکلات اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر وہ ڈٹے رہتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ مرد اور وہ عورتیں جو نوعِ انسان کی خدمت کے لئے (پھلوں سے بھری شاخ کی طرح) جھکے رہتے ہیں اور وہ مرد اور وہ عورتیں جو اپنی ہر قیمتی شے کو اللہ کے نازل کردہ نظام کو قائم کرنے کے لئے ہر وقت نثار کرنے کو تیار رہتے ہیں، اور وہ مرد اور وہ عورتیں جو اللہ کے احکام کی یوں پابندی کرتے ہیں کہ جہاں جہاں سے رکنے کا حکم ہے وہاں وہاں سے رکیں اور ان پر جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں ان کا پورا پورا خیال رکھیں بالکل ایسے کہ جیسے وہ روزہ دار ہوں، اور وہ مرد اور وہ عورتیں جو اپنی شرم گاہوں اور اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے ہیں، غرضیکہ وہ مرد اور وہ عورتیں جو کثرت سے اللہ کی باتیں کرتے رہنے والے ہیں یعنی اللہ کے احکام و قوانین کی تعلیم وآگاہی خود بھی حاصل کرتے ہیں اور دوسرں تک بھی پہنچاتے ہیں تو یہ ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ زندگی کی ہر تباہی سے محفوظ رکھے گا اور انہیں (ان کی کوششوں کا) اعلیٰ ترین صلہ دے گا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

36-(اس آ گاہی اور تربیت کے ساتھ انہیں یہ بھی آ گاہی ہونی چاہیے کہ) جب کسی معاملہ میں اللہ اور اس کا رسول فیصلہ دے دیں تو وہ مرد اور وہ عورتیں جنہوں نے نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر رکھا ہے، تو اُن کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (انہیں اس فیصلہ کا پابند رہنا ہوگا) اور جو اس کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ سیدھا راستہ چھوڑ کر واضح طور پر غلط راستے پر جا پڑے گا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَی النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

37- (یہ کہ اللہ کے نازل کردہ احکام وقوانین پر رسولؐ کو بھی ویسا ہی پابند رہنا ہوتا ہے جیسے کہ عام آدمی پر اس کی پابندی لازمی ہوتی ہے، اس کے لیے ایک اور مثال کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، جس کا تعلق 33/4، کے اصول وقانون سے ہے کیونکہ اس کے مطابق کوئی منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا)۔ چنانچہ (اے رسولؐ) یاد کرو! جس شخص کو (یعنی تمہارے منہ بولے بیٹے زید کو) اللہ نے (تمہاری پرورش ونگہبانی میں رکھ کر) سرفرازی اور خوشگواری سے نوازا تھا اور تم نے بھی اسے آسانیاں اور خوشگواریاں فراہم کی تھیں اور اُسے تم نے کہہ دیا تھا! کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھے (اور اسے طلاق نہ دے) اور بُرے نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹا رہے (مگر اس نے طلاق دے دی۔ اور اس کی طلاق یافتہ بیوی کا معاملہ طے کرنے کے لئے بہت سے راستوں میں ایک راستہ یہ تھا کہ اس سے رسولؐ ہی نکاح کر لے) لہٰذا، (اے رسولؐ) تم اپنے آپ (میں جس احساس کو) چھپا رہے ہو (کہ منہ بولے بیٹے کی طلاق یافتہ بیوی سے شادی کی جائے یا نہ کی جائے) تو اسے اللہ ظاہر کر دینے والا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ تم انسانوں (کے طعنوں سے) خوف زدہ تھے (کہ وہ اس سلسلے میں کیا کہیں گے) حالانکہ تمہیں جس سے ڈرنا چاہیے تھا وہ صرف اور صرف اللہ ہے۔ بہرحال، جب زید نے (اپنی بیوی) سے اپنی حاجت پوری کر لی (یعنی اسے طلاق دے چکا) تو ہم نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا تاکہ (یہ ایک مثال رہے اور) اہلِ ایمان پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں۔ چنانچہ جو اللہ کا حکم ہے اسے اختیار کیا جانا چاہیے (نہ کہ انسانوں کے ڈر سے اس سے منہ موڑ لیا جائے)۔

(**نوٹ**: واقعۂ یوں ہے کہ حضرت محمدؐ نے زید کو جو کہ چھوٹی عمر میں فروخت ہو کر کہیں غلام رہ چکا تھا اسے لے کر اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا ہوا تھا اور اسے نہایت محبت وشفقت سے رکھا تھا اس لئے اس کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینب سے کر دی تھی۔ کہا جاتا ہے

کہ زینب اسے ماضی میں غلامی کے داغ کی وجہ سے قبول نہ کر سکی اور اس کے ساتھ کشمکش میں رہی اور نوبت طلاق تک آ گئی)۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ﴿۳۸﴾

38-(اور) جو بات اللہ نے جائز قرار دے دی ہو تو اس کے کر لینے میں نبی پر کوئی حرج نہیں ہوتا (اور یہ اصول صرف اس نبیؐ کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ) اللہ کا یہ دستور پہلے سے ہی ایسا رہا ہے کیونکہ اللہ کا ہر حکم وقانون توازن وتناسب کے پیمانوں کے مطابق ہی مقرر ہوتا ہے۔

اِلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

39-(بہرحال) وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات (نوعِ انسان) تک پہنچاتے ہیں تو وہ (نازل کردہ احکام وقوانین پر عمل کرنے کے لئے) سوائے اللہ کے نہ کسی سے ڈرتے ہیں اور نہ خوف زدہ ہوتے ہیں (کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ) حساب لینے کے لئے صرف اللہ ہی کافی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۧ﴿۴۰﴾

ع 5/6/2

40-(اور جہاں تک اس رسولؐ کا تعلق ہے تو اس بارے میں مزید آگاہی یہ ہے کہ) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں میں آخری نبی ہیں جن کے بعد نبوت روک دی گئی ہے (اسی لئے وہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بعض انسان ان کے بیٹے کو نبی بنانے کی طرف مائل ہو جاتے اور اس سلسلے میں مختلف قسم کے جواز پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے) اور اللہ تو وہ ہے جسے ہر شے کا مکمل علم ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ﴿۴۱﴾

41-(لہٰذا) اے وہ لوگو کہ جنہوں نے نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر کے اطمینان وامن کی راہ اختیار کر لی ہے تو اللہ کی باتوں کے بارے میں آگاہی کو بہت زیادہ بڑھا دو۔

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾

42-اور ان کو عملی شکل دینے کے لئے صبح وشام سرگرمِ عمل رہو۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

43-(اور اگر تم ایسا کرتے رہو گے، تو تمہاری نصرت وتائید کے لئے) وہی اللہ تم پر فرشتوں کو بھیجتا رہے گا تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے (یعنی وہ تمہیں تخریب وتباہی پیدا کرنے والی حالت سے نکال کر ایسی

حالت میں لے آئے گا جو تعمیر و خوشگواری دینے والی ہے)۔ کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر کے اطمینان و امن کی راہ اختیار کرنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

تَحِیَّتُهُمۡ یَوۡمَ یَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَرِیۡمًا ﴿۴۴﴾

44-(چنانچہ ایسے لوگوں کی جب اللہ) سے ملاقات ہوگی تو ان کے لئے سلامتی کی (محبت بھری) دُعائیں ہوں گی اور اس نے ان کے لئے ایسا باعزت صلہ تیار کر رکھا ہے (جو ان کے گمانوں سے بھی بالاتر ہے)۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ﴿۴۵﴾

45-لہٰذا، اے نبی! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اس لئے بھیجا ہے (تا کہ تم نازل کردہ نظام کو اس طرح قائم کر دو کہ وہ تمام انسانوں کے لئے پیمانہ اور) نگران ثابت ہو۔ اور تم لوگوں کو یہ بتا دو! کہ اس کے مطابق چلنے کا انجام کس قدر خوشگوار ہوگا اور اس کی خلاف ورزی کے کس قدر تباہ کن نتائج نکلیں گے۔

وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا ﴿۴۶﴾

46-بہر حال (اے نوعِ انسان! یاد رکھو کہ اللہ کا یہ رسولؐ اللہ کے نازل کردہ نظامِ حیات) کی طرف اللہ کے حکم سے ہی دعوت دیتا ہے اور وہ جگمگاتا ہوا حسین آفتاب ہے (جو زندگی کی تاریکیوں کو ختم کر دینے والا ہے)۔

وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِیۡرًا ﴿۴۷﴾

47-اس لئے ان لوگوں کو خوشخبری دے دو جو نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن واطمینان کی راہ اختیار کر چکے ہیں کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑی بڑی فراوانیاں و فضیلتیں ہیں۔

وَ لَا تُطِعِ الۡكٰفِرِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ دَعۡ اَذٰىهُمۡ وَ تَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیۡلًا ﴿۴۸﴾

48-(اور اے رسولؐ! تم اس پیغام کو عام کرتے جاؤ) اور کافروں اور منافقوں کی کوئی بات نہ مانو۔ اور ان کی طرف سے تمہیں جو مصیبتیں و تکالیف پہنچیں تو ان کی پروا نہ کرو اور اللہ پر پورا پورا بھروسہ رکھو کیونکہ کارسازی کرنے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَكَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٍ تَعۡتَدُّوۡنَهَا ۚ فَمَتِّعُوۡهُنَّ وَ سَرِّحُوۡهُنَّ سَرَاحًا جَمِیۡلًا ﴿۴۹﴾

49-(اگرچہ عورتوں اور مردوں کی ازدواجی زندگی کے بارے میں آگاہی دی جا چکی ہے مگر اس سلسلے میں ایک بار پھر

آ گاہ کیا جاتا ہے کہ) اے اہلِ ایمان! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور انہیں چھونے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو ان پر تمہارا (کوئی حق) نہیں کہ ان کی عدت پوری کراؤ۔ تم انہیں مناسب سامان دے کر نہایت خوشگوار انداز سے رخصت کردو۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ الّٰتِیۡۤ اٰتَیۡتَ اُجُوۡرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتۡ یَمِیۡنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیۡكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیۡ هَاجَرۡنَ مَعَكَ ۫ وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنۡ یَّسۡتَنۡكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَیۡهِمۡ فِیۡۤ اَزۡوَاجِهِمۡ وَمَا مَلَكَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ لِكَیۡلَا یَكُوۡنَ عَلَیۡكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۵۰﴾

50-اے نبی! بلاشبہ ہم نے تمہارے لئے حلال کردیں تمہاری وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کردیے ہیں اور وہ عورتیں (جو کفار کی طرف سے) لوٹ کر تمہاری طرف تمہارے زیرِ تسلط آئیں (تو ان سے اللہ کے حکم کے مطابق نکاح کرو، 60/10)۔ اور تمہارے باپ کے بھائی کی بیٹیاں اور پھوپھی کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومن عورت بھی جو اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ کرلے یعنی بلا مہر طلب کئے تمہارے نکاح میں آنا چاہے اور تم بھی (اے رسولؐ) اس سے نکاح کرنا پسند کرو۔ یہ رعایت خالصتاً تمہارے لئے ہے دوسرے مومنوں کے لئے نہیں ہے۔ (یعنی نکاح بلا مہر کی رعایت اس عورت کے ساتھ جو اپنے آپ کو صرف نبی کے لئے ہی وقف کرلینا چاہتی تھی صرف محمدؐ کے لئے دی گئی ہے)۔ اور یہ بھی ہے کہ ہمیں واقعیٰ علم ہے جو کچھ ہم نے ان پر یعنی اہلِ ایمان پر ان کی بیویوں اور ان کی زیرِ تسلط عورتوں کے بارے میں فرض کیا ہے (یعنی یہ کہ کسی عورت کو غلام یا لونڈی بنا کر نہیں رکھا جا سکتا، 3/79 بلکہ ان سے اللہ کے حکم کے مطابق نکاح کرلیا جائے، 60/10 یا آیت 47/4 کے مطابق انہیں رہا کردیا جائے۔ یہ احکام اس لئے واضح کردیے گئے ہیں) تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو خطاؤں کے بُرے اثرات دُور کر کے حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی بتدریج مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـٔۡوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤی اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُهُنَّ وَلَا یَحۡزَنَّ وَیَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ﴿۵۱﴾

51-(اس کے ساتھ ہی، ازدواجی معاملے میں نبیؐ پر کچھ خاص پابندیاں بھی عائد کی گئی ہیں جیسے کہ 33/28 میں آگاہی

دی جاچکی ہے کہ ''اے نبی تم اپنی بیویوں کو اجازت دے دو کہ جو تمہارے ساتھ بغیر ٹھاٹھ اور بغیر شان و شوکت کے زندگی گزار سکتی ہیں تو وہ تمہاری زوجیت میں رہیں اور جو ایسا نہیں چاہتیں انہیں حسین انداز سے رخصت کر دیا جائے''۔ لہٰذا، اب یہ اختیار رسولؐ کو دیا گیا ہے کہ اے رسولؐ!) ان میں سے تم جس کے متعلق مناسب سمجھو اسے اپنے سے الگ رکھو اور جسے مناسب سمجھو اپنے ساتھ رکھو۔ اور جسے مناسب سمجھو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو۔ چنانچہ اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور یہ (حقیقت) کے زیادہ قریب ہے کہ اس طرح ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی (یعنی اطمینان اور سکون وچین سے رہیں گی) اور (انہیں یہ جان لینا چاہیے) کہ جو کچھ بھی تم ان کو دو گے وہ سب اس پر راضی رہیں گی (تاکہ گھریلو زندگی الجھنوں سے محفوظ رہے اور رسولؐ، اللہ کے دیے گئے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے پوری توجہ سے جدوجہد کر سکے۔ اور یہ باتیں اس لئے واضح کر دی گئی ہیں کہ) اللہ بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا کیا (خیالات) آ سکتے ہیں کیونکہ اللہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے اور خطاؤں پر گرفت کرنے سے پہلے مہلت عطا کرتا ہے تاکہ سنورنے والے سنور جائیں (حلیماً)۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿٥٢﴾ ع 6 12 3

52- اس کے بعد تمہارے لئے اور عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ ہی یہ (حلال ہوگا) کہ تم ان سے اور بیویاں بدل لو اگرچہ ان کا حسن تمہیں کتنا ہی اچھا لگے سوائے اس کے جو تمہارے زیرِ تسلط عورت ہو (تو اس سے آیت 60/10 کے حوالے سے عین اللہ کے حکم کے مطابق نکاح کر لو یا آیت 47/4 کے مطابق اسے رہا کر دو کیونکہ کسی کو حق نہیں کہ وہ کسی کو اپنی لونڈی یا غلام بنائے، 3/79)۔ بہر حال، اللہ تو وہ ہے جو ہر شے کی نگہداشت کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۗ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۗ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۗ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۗ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿٥٣﴾

53- (اسی سلسلے میں اہلِ ایمان کے لئے مزید آداب کی ہدایات یوں ہیں کہ) اے اہلِ ایمان جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اس وقت تک نبی کے گھروں میں داخل نہ ہُوا کرو۔ (اور یہ بھی کہ نبیؐ کے گھر میں یونہی) کھانے کے پکنے کا انتظار نہ کیا کرو (کہ تم وہاں بیٹھے رہو کہ کھانا پکے گا اور تم کھا کر ہی جاؤ گے) بلکہ جب (کھانے پر) تمہیں بلایا جائے تو تم جایا

کرو۔ اور پھر جب تم کھانا کھا چکو تو تم نے جہاں جہاں جانا ہو چلے جایا کرو، وہیں بیٹھے بیٹھے باتوں میں جی نہ لگا لیا کرو۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں لیکن وہ تمہیں شرم کی وجہ سے کہے گا نہیں مگر اللہ تو درست بات کہنے سے بالکل نہیں شرماتا۔ اور اگر تمہیں (نبیؐ کے گھر سے) کوئی چیز لینی ہو (تو اس کے لئے بھی بے محابا یونہی اندر نہ چلے جایا کرو، بلکہ) پردے کے باہر سے اسے مانگا کرو۔ یہ (رسولؐ کے اہلِ خانہ) کے دلوں کے لئے اور تمہارے دلوں کے لئے ستھرے پن کا باعث بنے گا۔ اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم (کوئی ایسی بات یا حرکت کرو)) جو اللہ کے رسول کے لئے اذیت کا موجب بنے۔ (یہ پہلے آگاہی دی جا چکی ہے کہ رسولؐ کی بیویاں اہلِ ایمان کے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہیں 33/6)۔ لہٰذا، تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ رسول کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ (بظاہر ادب و آداب کی ایسی باتیں تمہیں بہت چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں، مگر) اللہ کے نزدیک تمہاری ان باتوں کی بہت ہی زیادہ (اہمیت) ہے۔

اِنۡ تُبۡدُوۡا شَیۡئًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۵۴﴾

54-(اور اے اہلِ ایمان! ان طریقوں سلیقوں سے مقصد تمہاری دانش اور جذبوں کی تربیت ہے اس لئے انہیں یونہی دکھاوے کے لئے استعمال نہ کرو) کیونکہ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو تو بلا شبہ اللہ کو ہر شے کا پورا پورا علم ہوتا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَیۡهِنَّ فِیۡۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِیۡنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدًا ﴿۵۵﴾

55-(اور اہلِ ایمان عورتیں بھی ان آداب کے طریقوں سلیقوں کو پیشِ نظر رکھیں جن کا حکم انہیں آیت 24/31 میں دے دیا گیا ہے یعنی وہ اپنی زینتوں کو نمایاں نہ کریں، البتہ) ان پر نہ اپنے باپ، نہ اپنے بیٹوں، نہ اپنے بھائیوں، نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں، نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں نہ عورتوں اور نہ خادماؤں کے سامنے ایسا کرنے کا گناہ ہے۔ لہٰذا، انہیں بھی بُرے نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین سے چمٹے رہنا چاہیے کیونکہ بلا شبہ اللہ کی ہر شے پر نگاہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾

56-اس میں کوئی شک و شبہ ہی نہ رکھنا کہ اللہ اور فرشتوں کی جانب سے نبی (محمدؐ) کیلئے درود ہے یعنی محبت و تعظیم ہے اور اے لوگو جو ایمان لائے ہو تو تم بھی (محمدؐ) کو انتہائی محبت و تعظیم دو اور ان کے سچے فرماں بردار بن کر امن و سلامتی میں داخل ہو جاؤ۔

(نوٹ: اِس آیت 33/56 کا عام طور پر جو ترجمہ کیا جاتا ہے وہ یوں ہے کہ: بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے

رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم اُن پر درود بھیجا کرو اور خُوب سلام بھیجا کرو'' ۔ یہ ترجمہ بھی آیت میں دیے گئے الفاظ کے مطالب اور آخری نبی محمدؐ کے بُلند مرتبے کے سیاق وسباق کے حوالے سے درُست ہے۔ بہرحال، مذکورہ آیت میں جو ترجمہ دیا گیا ہے وہ؛یصلون ،سلموا تسلیما'' الفاظ کے براہِ راست لغوی مطالب کے پیشِ نظر کیا گیا ہے۔مزید نوٹ صفحہ 1099 پر ہے)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾

57-(مگر یاد رکھو کہ) جولوگ اللہ اور رسول کو (بجائے محبت و تعظیم دینے کے) ستانے کی کوشش کرتے ہیں تو بلاشبہ اللہ انہیں دنیا میں اور آخرت میں بھی رد کر کے اپنی محبت سے دُور کر دیتا ہے۔ اور ان کے لئے عذابِ مھین تیار کر دیا گیا ہوا ہے یعنی ایسا عذاب جو ان سے عزت و وقار چھین کر انہیں ذلیل ورسوا کر دینے والا ہے)۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع 7 6 4

58-اور جولوگ ایمان لانے والے مردوں اور ایمان لانے والی عورتوں کو اذیت دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے (کوئی جرم یا گناہ) کیا ہو تو بلاشبہ انہوں نے صریحاً گناہ اور بہتان کو اپنے ذمے لے لیا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

59-اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے کہہ دو (کہ جب وہ باہر نکلیں تو) اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں (کہ وہ مومن عورتیں ہیں) اور انہیں ستایا نہ جائے۔ اور (یاد رکھو کہ) اللہ تو وہ ہے جو خطاؤں کے بُرے اثرات دُور کر کے حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

(**نوٹ**: جلا بیبھن ۔اس لفظ کا مادہ (ج ل ب) ہے۔اسی سے جلبہ اور جلباب جیسے الفاظ لئے گئے ہیں۔اس کے چار بنیادی مطالب لیے جاتے ہیں: ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا۔ شدت ومشقت وظلم۔ جنگ کے لئے جمع ہو جانا یا حملہ کے لئے چڑھ دوڑنا جیسا کہ آیت 17/64 میں اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔ کوئی ایسی چیز جو دوسری چیز کو ڈھانپ لے۔ اس آیت 33/59 میں اس لفظ کو اس آخری معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ الجلباب اوڑھنی سے بڑا اور چادر سے چھوٹا کپڑا ہوتا ہے جس سے عورتیں اپنے سر اور سینے کو چھپاتی ہیں۔ مدینہ میں انصار کی عورتیں سیاہ ملبوس اوڑ کوٹ نما اوپر سے پہنتی تھیں اسے بھی جلباب کہتے تھے۔ لہٰذا، اس سے مراد ایسا کپڑا یا لباس ہے جو لباس کے اوپر اوڑھ یا پہن لیا جائے تا کہ اس سے عورت کی نسوانی زینت کی چیزیں نمایاں نہ ہوں۔ اس آیت میں اس لحاظ سے چہرے کے پردے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں دوسری آیت 24/31 ہے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں سینوں پر ڈال لیا کریں۔ اس لحاظ سے اس آیت میں بھی

چہرے کے پردے کا حکم نہیں دیا گیا یعنی قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس کے مطابق عورتوں کو چہرے کے پردے کا حکم دیا گیا ہو۔ اسی آیت 33/59 کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جلباب کا استعمال خاص کر ایسے ماحول وحالات میں استعمال کرنے کا حکم ہے جہاں اہلِ ایمان کی عورتوں کو ستائے جانے کا اندیشہ ہو تا کہ وہ پہچانی جائیں اور نہ ستائی جائیں)۔

لَئِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡمُرۡجِفُوۡنَ فِى الۡمَدِيۡنَةِ لَـنُغۡرِيَنَّكَ بِهِمۡ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوۡنَكَ فِيۡهَاۤ اِلَّا قَلِيۡلًا ۖۛ ﴿۶۰﴾

60-(بہرحال، تم احتیاط برتو۔ اس کے بعد بھی) منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے قلوب (ستانے کے) مرض میں مبتلا ہیں اور وہ لوگ جو مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے ہیں اگر باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور ان کے پیچھے لگا دیں گے (تا کہ اگر قوت کا استعمال کرنا پڑتا ہے تو کرو) اور پھر یہ مشکل ہی سے اس شہر میں چند (دن) کے سوا تمہارے ہمسائے کے طور پر رہ سکیں گے (یعنی پھر یہ تمہارے پاس سے دُور ہو جائیں گے)۔

مَّلۡعُوۡنِيۡنَ ۛۚ اَيۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُخِذُوۡا وَقُتِّلُوۡا تَقۡتِيۡلًا ﴿۶۱﴾

61-لعنت کئے ہوئے لوگ یعنی وہ لوگ ان تمام مراعات سے محروم کر دیے جائیں گے (جو انہیں اس شہر کا شہری ہونے کی حیثیت سے حاصل ہیں) اور وہ جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے انہیں پکڑ لیا جائے گا اور سختی سے قتل کر دیا جائے گا۔

(نوٹ: ان آیات 33/60، 33/61 کے مطابق سزا کے طور پر قتل کرنے کا اختیار ریاست کی مرکزی اتھارٹی کے پاس ہوتا ہے۔ اُس وقت ریاست مدینہ کی مرکزی اتھارٹی حضرت محمدؐ کے پاس تھی جو وحی کے مطابق احکام جاری کرتے تھے۔ اس کے بعد ریاست کی مرکزی اتھارٹی وہ لوگ ہیں جن کے پاس مرکزی اقتدار رہتا ہے جو جرائم کے مطابق سزاؤں کے نازل کردہ وحی کے مطابق احکام جاری کرتے ہیں۔ لہٰذا، کسی شخص کو اپنے طور پر یہ اجازت نہیں کہ وہ جسے چاہے مجرم سمجھ کر قتل کرتا پھرے)۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا ﴿۶۲﴾

62-(ایسے لوگوں سے اس قسم کا سلوک کوئی نئی بات نہیں) کیونکہ ان سے پہلے لوگوں میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے (کہ شریفوں کو تنگ کرنے والے اور بے گناہ انسانوں کا سکون واطمینان چھیننے والے اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں تو انہیں سخت سزا دی جائے) اور تم اللہ کے اس قانون ودستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

يَسۡـئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوۡنُ قَرِيۡبًا ﴿۶۳﴾

63-(اس پر یہ فتنہ وفساد پیدا کرنے والے) انسان تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ گھڑی (کب طاری ہو گی جسے قیامت کہا جاتا ہے۔ تم ان سے) کہہ دو! کہ اس کا علم سوائے اللہ کے کسی کے پاس نہیں۔ لیکن تم خبردار رہو! کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ وہ گھڑی قریب ہی آچکی ہو (اور کسی وقت بھی طاری ہو جائے)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾

64-بلاشبہ اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے یعنی اللہ نے انہیں اپنی محبت سے دُور کر رکھا ہے اور ان کے لئے عذابِ سعیر تیار کیا جا چکا ہے یعنی ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کیا جا چکا ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾

65-(یہ ایسا عذاب ہوگا) جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں انہیں نہ کوئی ولی اور نہ ہی کوئی مددگار میسر آئے گا۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾

66-یہ وہ دن ہوگا جب ان کے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کئے جائیں گے۔تب وہ کہیں گے! کہ اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی (یعنی ہم نے ان احکام وقوانین پر عمل کیا ہوتا جو اللہ نے نازل کیے اور رسولؐ نے انہیں عملی شکل دی)۔

وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾

67-اور (اُس وقت) وہ کہیں گے! کہ اے ہمارے رب! بلاشبہ ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے پیچھے پیچھے چلتے رہے اور انہوں نے ہمیں (زندگی کے صحیح) راستے سے بھٹکا دیا (اور ہم نے اپنی عقل سے سوچا ہی نہیں کہ ہمیں غلط راستے پر ڈال دیا گیا ہے تاکہ ہم انہیں رد کر دیتے)۔

رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾

ع 8 10 5

68-لہٰذا، اے ہمارے رب! تُو انہیں دہرا عذاب دے اور ان پر بڑی سے بڑی لعنت کر دے یعنی انہیں اپنی محبت سے دُور کر کے ہر طرح کی حفاظت اور خوشگواریوں سے محروم کر دے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

69-(چنانچہ) اے اہلِ ایمان! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی۔مگر اللہ نے موسیٰ کو اس بات سے بری رکھا جو انہوں نے (الزام لگانے کے لئے یا تنگ کرنے کے لئے) کہی کیونکہ اُس کا اللہ کے نزدیک بہت بلند مقام تھا۔(اس سے موسیٰؑ کا تو کچھ نہ بگڑا مگر نتیجہ یہ نکلا کہ بنی اسرائیل سے زمین پر حکمرانی کا جو وعدہ کیا گیا تھا اس کے پُورا ہونے کا وقت بہت پیچھے جا پڑا اور اس تمام مدت میں وہ تباہ حال، حیران وسرگرداں پھرتے رہے، 5/24-26)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾

70-(لہٰذا) اے اہلِ ایمان! تقوا اختیار کرو یعنی تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹے رہو اور

جو بات بھی کہو تو وہ محکم اور صحیح ہونی چاہیے (یعنی ایسی بات کرو جو اٹل اور درست ہو مگر ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جو سچ اور حقائق کو اُلجھانے کے لئے کی جائے یا بے بنیاد یا سچ اور جھوٹ ملا کر کی جائے، 2/42۔ اس سے اعتماد اور بھروسہ ختم ہو جاتا ہے)۔

يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۝

71-(اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کے احکام پر چلتے رہو گے تو) وہ تمہارے کام سنوار دے گا اور تمہاری لغزشوں کے بُرے اثرات دُور کر کے تمہیں اپنی حفاظت میں لے لے گا۔ اور (یاد رکھو کہ) جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اسے عظیم الشان کامیابیوں سے سرفراز کیا جائے گا۔

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۝

72-(اور) بلاشبہ ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے اس امانت کو پیش کیا تھا مگر انہوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ خوف زدہ ہو گئے۔ لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا کیونکہ اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ وہ زیادتی و بے انصافی کرتا چلا جاتا ہے اور وہ حقائق اور نتائج کو سمجھے بغیر ذمہ داریاں اٹھا لیتا ہے (ظلوماً، جھولاً)۔

(**نوٹ**: امانۃ: کا مادہ (ا م ن) ہے۔ امن، ایمان، امین، مومن، امانت وغیرہ جیسے الفاظ اسی مادہ سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اس کا بنیادی مطلب ہے بے خوفی، اطمینان، خوف سے محفوظ ہونے کی حالت۔ اعتماد و بھروسہ۔ حفاظت فراہم کرنا۔ سیاق وسباق سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس امانت کو اللہ نے پیش کیا تھا وہ یہ تھی کہ اقرار و انکار کی صلاحیت حاصل ہونے کے بعد اللہ کے احکام پر قائم رہنا اور اللہ کے مقرر کردہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے سرگرمِ عمل رہنا اور اٹھائی گئی ذمہ داریوں کا جواب دہ ہونا۔ باقی تو خوف زدہ ہو گئے مگر انسان نے اس جوابدہی کو قبول کر لیا۔ انسان جاہل اور ظالم اس لئے ہے کہ وہ یہ سمجھ نہ سکا کہ اللہ کے سامنے جوابدہی کوئی معمولی بات نہیں ہے کیونکہ اس سے کوئی خطا اور کسی عمل اور اس کے نتیجے کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ بہرحال، آیت 18/29 کے تحت انسان کو یہ آزادی میسر آ چکی ہے کہ ''چاہے تو وہ ایمان کی راہ اختیار کر لے اور چاہے تو کفر کی راہ اختیار کر لے'' اور اسی کے مطابق اس کی جوابدہی ہو گی)۔

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ وَيَتُوۡبَ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝

ع 9 5 6

73-(لہٰذا، انسان اس امانت کی وجہ سے کائنات کی دیگر اشیا کی طرح مجبور نہ رہا اور صاحبِ اختیار و ارادہ ہو کر اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گیا) یہی وجہ ہے کہ ایسے مردوں اور ایسی عورتوں کو جو منافق ہیں یعنی جو ظاہری طور پر نیکی کی حمائیت

کرنے والے مگر باطنی طور پر بُرائی اور شر کا ساتھ دینے والے ہوتے ہیں اور مُشرک مردوں اور مُشرک عورتوں کو اللہ اپنے عذاب میں لے لے گا۔ اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کی توبہ قبول کر لے گا (یعنی وہ مرد اور وہ عورتیں جو اللہ کی جانب سے دی گئی امانت کو درست طور پر نبھانے کی کوشش کرنے والے ہیں تو ان کا واپس دُرست راہ پر آ جانا اللہ قبول کر لینے والا ہے کیونکہ) اللہ تو وہ ہے جو خطاؤں کے بُرے اثرات دُور کر کے حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔